استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس سلسلہ میں کہ کسی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے اور منتظمین اس کے نچلے حصہ میں مختلف فلاحی اور رفاہی شعبے رکھنا چاہتے ہیں مثلاً دینی تعلیم کی درسگاہ، لائبریری، ہسپتال وغیرہ، یا مسجد کے نیچے مسجد کے لئے دوکانیں اور گودام وغیرہ اور بالائی حصہ پر مسجد، کیا شرعاً انتظامیہ کو بالائی حصہ میں مسجد اور نچلے حصہ میں مذکورہ چیزیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم مفصل اور مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں!

المستفتی:- محمد یونس شہدادپوری
مقیم کھپروشہر ضلع سانگھڑ سندھ

الجواب

مسجد بنانے کے بعد مسجد کے نیچے یا بالائی حصہ میں ذکر کردہ چیزوں میں کوئی چیز بنانا بالکل جائز نہیں ہے، البتہ مسجد بننے سے پہلے اگر انتظامیہ یہ نیت کرے کہ مسجد کے نچلے حصہ میں مسجد کی دوکانیں، گودام، یا رفاہ عامہ کی چیزیں جیسے مدرسہ، لائبریری یا ہسپتال ہوگا، اور بالائی حصہ پر مسجد ہوگی تو بوقت ضرورت اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ مسجد کا یہ نچلا حصہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہ ہو، پھر خواہ وہ نچلا حصہ مسجد یا مصالح مسجد کے لئے وقف ہو یا رفاہ عامہ پر وقف ہو تاہم وقف ہو کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہ ہو۔

اس مسئلہ کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ مسجد اصل میں تحت الثریٰ سے آسمان

تنگ ہوتی ہے البتہ ضرورت کے وقت مسجد بنانے سے پہلے مسجد کے نچلے حصہ کو یا
مسجد کے بالائی حصہ کو مسجد سے مستثنیٰ کرنے کی فقہاء کرامؒ نے اجازت دی ہے،
لیکن اس کے لئے شرط یہ بیان فرمائی ہے کہ مسجد کے نچلے یا بالائی حصہ سے جو کہ
مسجد سے مستثنیٰ کیا گیا ہے کسی بندہ کا حق متعلق نہ رہنا چاہئے، حق العبد اس سے
بالکل منقطع ہو جانا ضروری ہے جس کی عبارات فقہاء میں دو مثالیں دی گئی ہیں،
ایک یہ کہ وہ نچلا حصہ مسجد پر وقف ہو، یا مسجد پر وقف نہ ہو لیکن مصالح مسجد پر
وقف ہو، اور علامہ رافعیؒ نے مصالح مسجد کی تشریح فرماتے ہوئے اس کے حکم
میں رفاہ عامہ کی چیزیں بھی داخل کی ہیں اور ان پر نچلے یا بالائی حصہ کے لئے وقف
کرنے کو بھی صحیح قرار دیا ہے کیونکہ رفاہ عامہ کی چیزیوں پر وقف کرنے سے بھی
اس نچلے اور بالائی موقوف حصہ سے شخصی ملکیت اور حق العبد باقی نہیں رہتا اور
یہی شرط تھی، لہٰذا ضرورت کے وقت مسجد بنانے سے پہلے مسجد کے نیچے یا اوپر
والے حصہ میں لائبریری، مدرسہ، اور ہسپتال وغیرہ بنانے کی شرعاً گنجائش ہے۔

البتہ کسی حصہ ارض کو برائے مسجد وقف کرنے سے پہلے اس کے نچلے یا
بالائی حصہ کو مسجد سے مستثنیٰ کرنے کے بعد مستثنیٰ حصہ میں جو کچھ بنایا جائے اس
میں یہ بات ملحوظ رہے کہ جو رفاہی چیزیں بذاتِ خود احترام مسجد کے خلاف ہیں
جیسے بیت الخلاء، پیشاب خانہ اور غسل خانہ وغیرہ تو مسجد کے اوپر یا نچلے حصہ میں
مستقل طور پر انہیں نہ بنایا جائے ہاں ضمناً اور تبعاً بنانے میں مضائقہ نہیں ہے جیسے
امام کا رہائشی مکان، یا مدرسہ، یا ہسپتال بنایا جائے ان میں ضمناً یہ چیزیں بھی بن
جائیں اور جو چیزیں بذات خود احترامِ مسجد کے منافی نہیں ہیں جیسے لائبریری،

مدرسہ وغیرہ انہیں مستقلاً بنانا درست ہے۔

اس فتوی سے پہلے ہمارے یہاں سے بعض فتوے ایسے گئے ہیں جن میں مسجد کے نیچے یا اوپر مدرسہ، لائبریری یا کوئی رفاہی ادارہ بنانے کی کوئی گنجائش نہیں دی گئی تھی اور واضح طور پر ممانعت کا فتویٰ دیا گیا تھا اب اس تحقیق کے بعد سابقہ فتوی سے رجوع کیا جاتا ہے۔

عبارات فقہاء ذیل میں ملاحظہ ہوں:-

فی الدر المختار فی کتاب الوقف واذا جعل تحته سردابا لمصالحه ای المسجد جاز کمسجد القدس ولو جعل لغیرها او جعل فوقه بیتًا وجعل باب المسجد الیٰ طریق وعزله عن ماله لا یکون مسجداً

وفی الشامیة: ظاهره انّه لا فرق بین ان یکون البیت للمسجد أولا الاّ أنه یؤخذ من التعلیل انّ محلّ عدم کونه مسجداً فیها اذا لم یکن وقف علی مصالح المسجد وبه صرح فی الاسعاف فقال واذا کان السرداب والعلو لمصالح المسجد اؤ کانا وقفا علیه صار مسجداً اهـ شرنبلالیة قال فی البحر وحاصله ان شرط کونه مسجداً ان یکون سفله وعلوه مسجداً لینقطع حقّ العبد عنه لقوله تعالیٰ وانّ المساجد لله بخلاف ما اذا کان السرداب او العلو موقوفاً لمصالح المسجد فهو کسرداب بیت

المقدس هذا هو ظاهر الرواية وهناك روايات ضعيفة مذكورة في الهداية راجع: (ردّ المحتار ج ٣ ص ٣٧٠)

وفي فتح القدير في كتاب الوقف: بخلاف ما اذا كان السرداب اوالعلو موقوفا لصاحب المسجد فانه يجوز اذلا ملك فيه لاحد بل هو من تتميم مصالح المسجد فهو كسرداب مسجد بيت المقدس وهذا هو ظاهر المذاهب اهـ (راجع: فتح القدير ج ٥ ص ٦٣)

وفي الشامية في باب مكروهات الصلوة: تحت قول الدر المختار (لانه مسجد الى عنان السماء) بفتح العين وكذا الىٰ تحت الثرى كما في البيرى عن الاسبيجابي بقى لو جعل الواقف تحته بيتاً للخلاء هل يجوز كما في مسجد محلة الشعم في دمشق لم اره صريحا نعم سيأتي متنا انه لوجعل تحته سردابا لمصالحه جاز، تامل اهـ"

(راجع: رد المحتار ج ٣ ص ٤٤١)

وفي التحرير المختار للرافعي (قول المصنف لمصالحه) ليس بقيد بل الحكم كذالك اذاكان ينتفع به عامّه المسلمين على ما افاده في غاية البيان حيث قال: اورد الفقيهه ابو الليث سوالا وجواباً فقال: فان قيل اليس مسجد بيت المقدس تحته مجتمع الماء والناس ينتفعون به

قيل: اذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز لانّه
اذا ينتفع به عامتهم صار ذالك لله تعالىٰ ايضاً اهـ ومنه يعلم
حكم كثير من مساجد مصر التى تحتها صهاديج ونحوها"
(راجع: التحرير الفتاوى للرافعيؒ ج ۲ ص ۸۰)

وفي امداد الفتاوىٰ تحت جواب سوال نمبر ۷۲۹

اصل مذہب تو یہی ہے کہ عنان سماء اور تحت الثریٰ تک سب مسجد ہے لیکن ضرورت میں اصل مذہب سے عدول کیا گیا ہے گو اس عدول کی مختلف توجیہیں کر کے اصل مذہب پر منطبق کرنا چاہا ہے لیکن اقرب یہی ہے کہ انطباق مشکل ہے اور اصل توجیہ ضرورت ہے چنانچہ ہدایہ میں صاحبینؒ سے بغداد اور رے میں داخل ہونے کے وقت اجازت کی روایت اس کی شاہد ہے اور حاصل عبارت بحر کا یہ ہے کہ یہ جو فقہاء کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ مسجد اس وقت مسجد ہوتی ہے کہ اس کا علو و سفل سب مسجد ہو، سو اس کلام سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ علو و سفل بھی مسجد ہی ہو بلکہ اس اشتراط سے اصل مقصود یہ ہے کہ اس سے حق عبد منقطع ہو جاوے خواہ مسجدیت کی وجہ سے یا وقف علی المسجد کی وجہ سے پس اشتراط مسجدیت تمثیلا ہے اور اصل اشتراط انقطاع حق العبد ہے اور اگر تمثیلاً نہ ہو تعلیلا ہے تو اشتراک علت سے کہ وہ انقطاع حق عبد ہے حکم معلول بھی عام ہو گا اور جہاں انقطاع نہ ہو وہ مسجد نہ ہو گی اور "لینقطع الخ" سے چونکہ اس عدم انقطاع کی صورت بھی مفہوم ہوتی تھی اس اعتبار سے آگے بخلاف کہہ رہے ہیں اور یہ قول "لانه مسجد الىٰ عنان السماء وكذا الىٰ تحت الثرىٰ" یہ اس

صورت میں ہے جب پہلے سے اس کے نیچے ہے اب نہ بنایا ہو پس تبعاً سب مسجد ہو جاوے گا، اور جب اول ہی سے اس کے نیچے سرداب بنالیا ہو تو قصد سے وہ جزو مستثنیٰ ہو جاوے گا، "وللقصد ترجیح علی التبع" امید ہے کہ اس تقریر سے سب اجزاء سوال کا جواب ہو گیا ہو گا، اگر کچھ باقی ہے تو مکرر واضح عبارت سے پوچھ لیجئے"۔ (راجع: امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۹۵ تا ۵۹۷)

واللہ اعلم

بندہ عبدالرؤف سکھروی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۴۔۱۱۔۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۴۰۸/۱۱/۱۴ھ